ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

مولانا روم اور سلطان باہو کی تعلیمات کی رو سے علم، منبع معرفت: ایک تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر شگفتہ یاسین عباسی*

Abstract

According to the Mystics, knowledge is generally divided in to two parts .Apparent knowledge and Esoteric knowledge .Apparent knowledge is usually used to organize our lives for the sake of facilitating ourselves ,however the esoteric knowledge is not to know the main goal of life alone but also to spend the lives accordingly .Both the Sultan ul Arifin Hazrat Sultan Bahoo and Maulana Rumi believed in these two types of knowledge .Hazrat Sultan Bahoo considers the apparent knowledge as the beginning of the destination and considers the inner knowledge as the destination where as Maulana Rumi says that the knowledge which effects the heart and guides men towards their true purpose is in fact the true knowledge ,otherwise the knowledge which is only the cause of ease is a mere burden .This research not only highlighted the concept of knowledge by the two mystic personalities but also seeks to research the true spirit of knowledge in the light of the teachings of Hazrat Sultan Bahoo and Maulana Rumi.

کلیدی الفاظ: سلطان العارفین، مولانا روم، علم ظاہری، علم باطنی، مقصد زندگی، عظمت بشر

تلخیص:

اہل تصوف کی نظر میں علم عموماً دو حصوں میں منقسم ہوتا ہے ایک علم ظاہری اور دوسرا علم باطنی . علم ظاہری عموماً دنیا کی زندگی کو سر و سامان بخشنے کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے جبکہ علم باطنی زندگی کے اصل مقصد کو نہ صرف جاننا بلکہ اس پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے . سلطان االعارفین حضرت سلطان باہو اور مولانا روم بھی انہیں دو طرح کے علم کے قائل ہیں . حضرت سلطان باہو علم ظاہر کو منزل کی ابتدا قرار دیتے ہیں اور علم باطن کو انتہا کا درجہ سمجھتے ہیں. جبکہ مولانا روم کہتے ہیں کہ وہ علم جو دل پر اثر کرے اور انسان کو اس کے حقیقی مقصد کی طرف رہنمائی فرمائے وہی اصل میں علم ہے ورنہ وہ علم جو صرف تن آسانی کا سبب ہو وہ محض ایک بوجھ ہے. اس مقالے میں دونوں متصوف شخصیات کے تصور علم کو نہ صرف اجاگر کیا گیا ہے بلکہ حضرت سلطان باہو اور مولانا روم کی تعلیمات کی روشنی میں علم کی اصل روح تک رسائی کی کوشش کی گئی ہے .

مقدمہ

علم و دانش کے لغوی معنی کو اگر دیکھا جائے تو کسی چیز کا جاننا اور ادراک حاصل کرنا ہے . اسی لئے کہا جاتا ہے کہ علم والا اور علم نہ رکھنے والا برابر نہیں ہو سکتے. لیکن اگر اس موضوع کی گہرائی پر نظر ڈالیں تو پتا چلتا ہے کہ علم کا موضوع بھی اتنا سیدھا اور آسان نہیں ہے حقیقی علم تو وہ ہے جو کہ انسان کی باطنی آنکھ کو کھولے اور اس کے دل کے دریچوں کو وا کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اس بارے میں بھی مختلف لوگوں کی مختلف رائے ہوتی ہے. آج ہم جن دو شخصیات کی بات کرنے جا رہے ہیں وہ دونوں ہی متصوف شخصیت کی حامل ہیں اور اہل تصوف کی نظر میں علم عموماً دو حصوں میں منقسم ہوتا ہے ۔ایک علم ظاہری اور دوسرا علم باطنی .علم ظاہری عموماً دنیا کی زندگی کو سر و سامان بخشنی کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے جبکہ علم باطنی زندگی کے اصل مقصد کو نہ صرف جاننا بلکہ اس پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے. سلطان االعارفین حضرت سلطان باہو اور مولانا روم بھی انہی دو طرح کے علم کی قائل ہیں. حضرت سلطان باہو علم ظاہر کو منزل کی ابتدا قرار دیتے ہیں اور علم باطن کو انتہا کا درجہ سمجھتے ہیں. جبکہ مولانا روم کہتے ہیں کہ وہ علم جو دل پر اثر کرے اور انسان کو اس کے حقیقی مقصد کی طرف رہنمائی فرمائے وہی اصل میں علم ہے ورنہ وہ علم جو صرف تن آسانی کا سبب ہو وہ محض ایک بوجھ ہے .

مولانا رومی کا مختصر تعارف

مولانا رومی کا پورا نام جلال الدین محمد تھا۔ آپ 604 میں بلخ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم بھاؤالدین ولد ایک فصیح البیان خطیب تھے . اس زمانے میں خوارزم شاہ کا دور حکومت تھا. مولانا کے والد نے کسی وجہ سے سلطان خوارزم شاہ سے آزردہ خاطر ہو کر بلخ کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا. اس وقت مولانا کی عمر بہت کم تھی. مولانا کے والد بلخ چھوڑنے کے بعد بہت سی جگہوں پر رہے۔ جن میں وخش و سمرقند کے علاقے بھی شامل ہیں۔ بالاخر سلجوقی سلطان علاؤالدین کیقباد کی خواہش پر آپ کے والد قونیہ تشریف لے گئے اور دو سال قونیہ اقامت کے بعد آپ کے والد کی وفات ہو گئی. والد کی رحلت کے بعد مولانا نے ان کے مریدوں کی استدعا پر مسند تدریس کو سنبھالا. آپ کو والد کی وفات کے بعد ان کے ایک مرید برھان الدین محقق نے اپنی تربیت اور رہنمائی میں لیا اور آپ کی روحانی تربیت فرمائی. مولانا کی زندگی میں انقلاب اس وقت آیا جب آپ شمس تبریزی سے ملے . « در حقیقت اس آشفتہ اور بے سر و سامان درویش کی رفاقت سے مولانا کے وجود کے اندر ایک ایسا انقلاب برپا ہوا کہ مولانا نے درس و وعظ سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور مسند تدریس و فتوی سے الگ ہو گئے »(1)

یہ بات مولانا کے مریدوں کو ایک انکھ نہ بھائی۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے شمس تبریزی کو قتل کر دیا. البتہ شمس کے اچانک غایب ہونے سے مولانا اور زیادہ عشق و مستی میں غرق ہو گئے اور مسند درس و تدریس کو بالکل خیرباد کہہ دیا. دیوان شمس کی غزلیات اسی روحانی جذبہ و شوق کی یادگار ہیں . مولانا نے 672 میں وفات پائی اور قونیہ میں ہی مدفون ہوئے . آپ کے آثار میں آپ کی شہرہ آفاق مثنوی معنوی، فیہ مافیہ اور دیوان شمس / دیوان کبیر شامل ہیں۔

---

* Assistant Professor .Department of Persian NUML ,Islamabad .syaseen@numl.edu.pk

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو کا مختصر تعارف

حضرت سلطان باہو 1039 میں شور کوٹ پنجاب میں پیدا ہوئے. آپ کے والد کا نام محمد بایزید تھا جو کہ ایک صالح، حافظ قرآن اور فقیہہ انسان تھے. آپ مغل بادشاہ شاہ جھان کے دور میں قلعہ شور کے قلعہ دار تھے. جبکہ آپ کی والدہ کا نام بی بی راستی تھا جو اولیائے کاملین میں سے تھیں اور جنہیں الھامی طور پر بتا دیا گیا تھا « کہ عنقریب آپ کے بطن سے ایک ولی کامل پیدا ہو گا جو تمام روئے زمین کو اپنی انوار فیضان اور اسرار و عرفان سے بھر دے گا. ان کا نام « باہو » رکھنا » (2) آپ نے مروجہ ظاہری علم حاصل نہیں کیا کیونکہ اوائل عمری ہی میں آپ واردات غیبی اور فتوحات لاریبی میں مستغرق رہتے جس کا ذکر انھوں نے خود اس شعر میں کیا:

گرچہ نیست مارا علم ظاہر — **زعلم باطنی جان گشتہ طاہر** (3)

ترجمہ : اگرچہ ہم نے ظاہری طور پر علم حاصل نہیں کیا لیکن باطنی طور پر میری تربیت کی گئی ہے۔

آپ نے ایک سو چالیس کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں صرف ایک پنجابی ابیات پر مشتمل کتاب ہے باقی 1 ایک سو انتالیس کتابیں فارسی زبان میں لکھی گئی ہیں. « ان سب میں آپ نے طالبان حق کو تین باتوں کی تاکید فرمائی ہے 1. گمنامی و خمول 2. ترک دنیا 3. شریعت محمدی (ص) پر قیام و استقامت » (4) آپ نے تمام عمر شریعت محمدی (ص) پر کاربند رہ کر یوں بسر کی کہ زندگی بھر آپ سے ایک مستحب بھی نہیں فوت ہوا۔ آپ نے 1102 میں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اگرچہ دونوں شخصیات کے ادوار میں کم و بیش پانچ سو سال کا فاصلہ ہے لیکن اگر دونوں کے افکار کا بغور جائزہ لیا جائے تو تصور علم کے حوالے سے دونوں ہی شخصیات تقریباً ایک ہی طرح کی فکر کی حامل نظر آتی ہیں اور دونوں ہی اسی بات کے متقاضی نظر آتے ہیں کہ علم در حقیقت وہی ہے جو انسان کی معرفت کو جلا بخشے اور اس کے نور بصیرت میں اضافہ ہو۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علم کی تعریف کچھ ایسے کرتے ہیں:

علم سہ حرف است « ع ل م » — **عالم آن باشد بود مرد فھیم**
علم سہ حرف است « ع ل م » — **از علم عالم می شود مرد حکیم**
علم سہ حرف است « ع ل م » — **از علم حاصل می شود راہ مستقیم**
علم سہ حرف است « ع ل م » — **از علم عالم می شود با دل سلیم** (5)

ترجمہ: علم کے تین حروف ہیں، ع ل م – ان کا عالم صاحب حکمت ہوتا ہے، علم کے تین حرف ہیں ع ل م – ان کے علم سے راہ مستقیم نصیب ہوتا ہے، علم کے تین حرف ہیں ع ل م – ان کے علم سے راہ مستقیم نصیب ہوتی ہے، علم کے تین حرف ہیں ان کا عالم صاحب قلب سلیم ہوتا ہے۔

مولانا جلال الدین رومی علم کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

علم دریایی است بی حد و کنار — **طالبِ علم است غواصّ بحار**
گر ھزاران سال باشد عمرِ او — **او نگردد سیر خود از جستجو** (6)

ترجمہ: علم کا سمندر بی حد و کنار ہے، علم کا طالب سمندروں کا غوطہ زن ہے، اگر اس کی عمر ہزاروں سال ہو تو بھی وہ جستجو سے ہرگز سیر نہ ہو گا

حضرت سلطان العارفین کی نظر میں علم وہ ہے جو اللہ تک رسائی کا باعث ہو جو اللہ کی معرفت ہی بندے کو نہ دے سکے وہ ہرگز علم نہیں ہے۔

فرماتے ہیں :

علم را آموز اول بعد ازاں اینجا بیا — **جاھلان را پیش حضرت حق تعالی نیست جا** (7)

ترجمہ: پہلے علم حاصل کر پھر میدان معرفت میں قدم بڑھا کہ درگاہ حق میں جاہلوں کی کوئی گنجائش نہیں۔

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ اہل مدرسہ معرفت کے اسرار و رموز سمجھ ہی نہیں سکتے کیونکہ معرفت کی دنیا ہی اور ہے یہ وہ موتی ہے جس کی پرکھ صرف اسی کو ہو سکتی ہے جس کو اس کا ادراک ہو جائے. اسی لیے فرماتے ہیں۔

زاھل مدرسہ اسرار معرفت مطلب — **کہ نکتہ دان نشود کرم گر کتاب خورد** (8)

ترجمہ : اسرار معرفت اہل مدرسہ سے مت پوچھ کہ کیڑا اگر کتاب کو کھالے تو نکتہ دان نہیں بن سکتا.

اسی ضمن میں مولانا رومی بھی فرماتے ہیں کہ وہ علم جو انسان کی توجہ اس بی ثبات دنیا سے ہٹا کر مکمل طور پر حقیقت سے روشناس نہیں کرواتا حقیقی علم نہیں ہے .

طالب علم است بھر عام و خاص — **نہ کہ تا یابد ازاین عالم خلاص** (9)

ترجمہ: وہ علم کا طالب عام و خواص کے لئے ہے نہ کہ اس دنیا سے نجات پا جائے (10)

سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ علم حق ہی علم نور است جس کی مثال نہیں ملتی لیکن شرط یہ ہے کہ اس پر عمل بھی کیا جائے ورنہ ایسا علم محظ بوجھ ہے اور کچھ نہیں فرماتے ہیں :

علم حق نور است روشن مثل او انوار نیست — **علم باید با عمل علمش کہ بر خربار نیست** (11)

ترجمہ: علم حق روشن نور ہے اس جیسا اور کوئی نور نہیں علم ہو تو با عمل ورنہ بے عمل علم تو گدھے پر لدے ہوئے بوجھ کی مانند ہے۔

دونوں عارف شخصیات علم دنیوی کو دنیا کا ہی ایک حصہ سمجھتے ہیں جیسے کہ مال و دولت اور دوسری دنیوی عناصر جو کہ فانی ہیں اور جلد ہی ختم ہونے والے ہیں۔ اسی بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے مولانا فرماتے ہیں کہ بیشتر لوگ جو علم حاصل کرتی ہیں وہ دنیا کے ہدف حاصل کرنے کے لیے ہوتے ہیں اور ایسا علم حاصل کرنے والوں کو وہ علم فروخت کہتے ہیں جن کو صرف پہنچنے کے لئے مشتری کی ضرورت ہوتی ہے اور جو وقت کے ساتھ ساتھ ختم ہو جاتا ہے لیکن جو لوگ معرفت خداوندی حاصل کرنے کے لیے علم حاصل کرتے ہیں ان کا علم یقیناً لازوال ہوتا ہے۔

علم تقلیدی بود بھر فروخت　　　چون بیابد مشتری خوش بر فروخت

مشتری علم، تحقیق حق است　　　دایماً بازار او پر رونق است(12)

ترجمہ: علم تقلیدی ہمیشہ فروخت کے لیے ہوتا ہے جب اچھا گاہک مل گیا اس کو بیچ دیا جاتا ہے، علم کی اصل روح حق کی جستجو ہے جس کی رونق کبھی ماند نہیں پڑتی

سلطان العارفین علم حاصل کرنے کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں لیکن علم کس نوعیت کا ہونا چاہیئے اس بارے میں ان کی رائے یہ ہے کہ حقیقی عمل وہی ہے جو کہ انسان کو اتنا خداوند کی معرفت سے روشناس کرے کہ وہ انسان دنیا کی ہوا و ہوس سے کوسوں دور رکھے۔

علم را آموز اول آنچہ علمی از خدا　　　علم فقہ و ذکر فکر باز دارد از ھوا(13)

ترجمہ: پہلے وہ علم حاصل کر جس کا تعلق معرفت حق تعالی سے ہے، علم فقہ و علم ذکر فکر وہ علم ہے جو انسان کو ہوائے نفس سے باز رکھتا ہے۔

اسی ضمن مین سلطان العارفین ایک اور جگہ فرماتی ہیں:

علمی کہ راہ بدوست برد در کتاب نیست　　　اینجا کہ خواندہ ایم ھمہ در حساب نیست (14)

ترجمہ: دوست سے ملانے والا علم کتابوں سے نہیں ملتا جو علم راہ وصل تک نہ پہنچا سکے کسی کام کا نہیں۔

علم و دانش کی فضیلت کو بیان کرتے ہوتے مولانا اس بات کو روشن کرتے ہیں کہ یہ علم ہی ہے جس سے انسان انسانیت کی معراج تک پہنچ سکتا ہے اور یہی علم ہے کہ جو زور آور اور وحشی درندوں کو بھی انسان کا مطیع بنا دیتا ہے۔

خاتم ملک سلیمان است علم　　　جملہ عالم صورت و جان است علم

زو پلنگ و شیر ترسان ھمچو موش　　　زو شدہ پنھان بدشت و کہ وحوش(15)

ترجمہ: علم حضرت سلیمان کی انگوٹھی ہے تمام دنیا صورت ہے اور علم جان ہے، اس سے چیتا اور شیر بھی چوہے کی طرح خوفزدہ ہیں، اس سے وحشی جانور جنگل اور پہاڑ میں چھپ جاتے ہیں۔

حضرت سلطان باہو کی تعلیمات کی رو سے علم کا اصل ہدف و مقصد اللہ کی شناخت کی غرض سے صحیح اور غلط راستوں کا تعین کرنا۔ اسی لیے فرماتے ہیں:

علم دانی چیست رہ دریافتن　　　پس بدان رہ سوی حق بشتافتن(16)

ترجمہ: کیا تو جانتا ہے علم کیا ہے راستہ کی جستجو کرنا، پھر اس راہ سے حق کی تلاش کرنا

اسی طرح مولانا فرماتے ہیں وہ علم جو انسان کے دل پر اثر کرے حقیقت میں وہی علم ہے جو انسان کو اوج و بلندی تک پہنچانے کا باعث بنتا ہے اور انسان ہر طرح کے مسائل اور مشکلات کا سامنا بری بہادری سے کر لیتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ علم کے ساتھ عمل کا دخل بھی ہو کیونکہ اگر علم بغیر عمل کے ہو گا تو وہ محض ایک بوجھ سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

علم چون بر دل زند یاری شود　　　علم چون بر تن زند باری شود (17)

ترجمہ: علم جب دل پر اثر کرے تو وہ انسان کا دوست بن جاتا ہے، لیکن اگر علم فقط تن آسانی کے لیے ہو تو وہ ایک بوجھ بن جاتا ہے۔

حضرت سلطان باہو علم با عمل پر بہت زیادہ تاکید کرتے ہیں کیونکہ ایسا علم جو انسان کو با عمل نہ بنا سکے وہ کسی کام کا نہیں ہوتا فرماتے ہیں:

علم با عمل است بشنوای ھوشمند　　　نیست بر تو کتب خواندن فرض چند(18)

ترجمہ: ای عاقل سن! علم وہ ہے جس پر عمل کیا جائے، تو علم کو زیر عمل رکھ ورنہ اتنی کتابیں پڑھنا تیرا فرض نہیں ہے۔

اسی بات کو مولانا ایک اور جگہ بھی اسی طرح بیان کیا گیا ہے:

ای بسا عالم ز دانش بی نصیب　　　حافظ علمست آنکس نی حبیب (19)

ترجمہ: بہت سے عالم ایسے ہیں جو اصل علم و دانش سے بے بہرہ رہتے ہیں، وہ علم کے تو حافظ ہو سکتے ہیں لیکن حبیب نہیں۔

حضرت سلطان باہو علم کا اصل مقصد و مفہوم بیان فرماتے ہیں:

علم یک نکتہ است الف لام میم　　　ھر کہ خواند الف علم دل سلیم(20)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

ترجمہ: علم ایک نکتہ الم ہے جس کا نکتہ کا « ا» پڑھ لیا وہ صاحب قلب سلیم عالم بن گیا ۔

اسی طرح حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں کہ جس کسی نے دنیا کی خواہشات کو پورا کرنے کی خاطر علم سیکھا وہ معرفت حق سے محروم ہی رہتا ہے ۔

ھر کہ خواند علم از بھر درم	**بی نصیب از معرفت جود و کرم(21)**

ترجمہ : جو کوئی علم کو درم دنیا کے لئے پڑھتا ہے وہ معرفت وجود و کرم سے بی نصیب رہتا ہے۔

مولانا مثنوی میں ایک جگہ ایک داستان نقل کرتے ہیں کہ ایک دن ایک دانا شخص اپنے دوستوں کو ایک درخت کے متعلق بتا رہا تھا کہ ہندوستان میں وہ درخت ہے کہ جس کا پھل جو کھالے نہ وہ بوڑھا ہوتا ہے نہ ہی مرتا ہے. کسی نے یہ بات بادشاہ تک پہنچادی بادشاہ نے کسی دانشمند کو اس درخت کی تلاش میں ہندوستان کی طرف روانہ کیا لیکن بہت جستجو اور کوشش کے باوجود وہ ناامیدی کے ساتھ لوٹتا ہے اور اس عالم کی پاس جاکر اپنا حال بتاتا ہے جس پر وہ ہنس کر جواب دیتا ہے ۔ کہ یہ درخت علم کا درخت ہے گہرا بھی ہے اور اونچا بھی ہے تم نے اس درخت کی ظاہری صورت تلاش کی اور تم ناکام رہے ۔

شیخ خندید و بگفتش ای سلیم — **این درخت علم باشد در علیم**
بس شگرف و بس بلند و بس بسیط — **آب حیوانی ز دریای محیط**
تو بہ صورت رفتہ و گم گشتہ ای — **زان نمی یابی کہ معنی ھشتہ ای**
گہ درختش نام شد گہ آفتاب — **گاہ بحرش نام شد گاھی سحاب**
علم وان کش صد ھزار آثار ھاست — **کم ترین آثار او ملک بقاست(22)**

ترجمہ: شیخ ہنسا اور کہا کہ ای سادہ انسان یہ درخت علم کا ہے عالم کی اندر، جو بہت بلند، بہت عجیب اور پھیلا ہوا ہے، محیط سمندر کا آب حیات ہے، ای غافل تو صورت کی پیچھے چل پڑا، اسی لئے تو معنی کی شاخ سے بی ثمر ہے، کبھی اس کا نام درخت بنا کبھی سورج، کبھی اس کا نام سمندر پڑا کبھی ابر، وہ ایک ایسا عمل ہے جس کے لاکھوں نتیجے نکلے لیکن سب سے کم درجہ ابدی زندگی ہے۔(23)

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو کی نظر میں علم کا محور و مقصود فقط وصال حق تعالی ہے اگر اس تک انسان نہ پہنچ پایا تو در حقیقت وہ جاہل ہی رہا فرماتے ہیں :

علم می باید بھر از عمل	**جز محبت حق دگر باطل خجل(24)**

ترجمہ : تجھے علم باعمل چاہیے کیونکہ محبت حق کی علاوہ جو کچھ بھی ہے محض باطل و خجل و خوار ہے۔

حضرت سلطان باہو اور مولانا روم دونوں شخصیات نے علم کے بارے میں بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے کہ جس کو کاملاً یہاں بیان کرنا ایک مقالے کی حد امکان میں نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ یہاں اتنی بحث پر ہی اکتفا کرتے ہوئے اس مقالے کو اختتام پذیر کیا جاتا ہے ۔

نتیجہ گیری:

اس مقالے کے اختتام میں ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ دونوں ہی بزرگ ہستیاں اس بات کی قائل نظر آتی ہیں کہ وہ علم جو صرف انسان کے جسم و تن کا سامان کرے ،وہ حقیقی علم نہیں ہو سکتا. ایسے علم کو وہ علم ظاہری سے تعبیر کرتے ہیں یہی وہ علم ہے کہ انسان کے ختم ہوتے ہی فرسودہ و نابود ہو جاتا ہے ۔ علم حقیقی تو وہ علم ہے جو انسان کی روح کو شاد کرے اور دل کو آباد کرے جس سے اللہ کی معرفت حاصل ہو اور جسے کبھی زوال حاصل نہ ہو وہ علم ہی جو ہمیشہ باقی و برقرار رہنے والا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں ہی اپنی تعلیمات کی رو سے سب کو حقیقی علم کی شناخت بتانے کے ساتھ ساتھ اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ علم صرف حاصل کرنا کافی نہ ہو گا جب تک کہ اس پر عمل نہ کیا جائے ۔

کتابیات

1. زرین کوب، عبدالحسین(2022)مترجم، دکتر مھر نور محمد خان، دکتر کلثوم سید، دکتر امیر یاسمین، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ص256
2. باہو، سخی سلطان، شمس العارفین، مترجم سید امیر خان نیازی، العارفین پبلیکیشنز، لاہور، 2018، ص15
3. ایضاً، کلید التوحید خورد، ص12
4. ایضاً، امیر الکونین، 2018، ص13
5. ایضاً، محک الفقر کلان،، 2016، ص118
6. رومی، جلال الدین، کلیات مثنوی معنوی، نشر طلوع، تھران، ص1249
7. باہو، سخی سلطان، عین الفقر، مترجم سید امیر خان نیازی، العارفین پبلیکیشنز، لاہور، 2018، ص54
8. ایضاً، ص56
9. رومی، جلال الدین، کلیات مثنوی معنوی، نشر طلوع، تھران، ص314
10. قاضی، سجاد حسین(1976)ترجمہ مثنوی معنوی، نشر سب رنگ کتاب گھر دھلی، ص233
11. باہو، سخی سلطان، عین الفقر، مترجم سید امیر خان نیازی، العارفین پبلیکیشنز، لاہور، 2018، ص54

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

12. رومی، جلال الدین، کلیات مثنوی معنوی، نشر طلوع، تھران ، ص354
13. باہو، سخی سلطان، محک الفقر کلاں، مترجم سید امیر خان نیازی، العارفین پبلیکیشنز،لاھور، 2016، ص40
14. ایضاً، عین الفقر، ص56
15. رومی، جلال الدین، کلیات مثنوی معنوی، نشر طلوع، تھران ، ص54
16. باہو، سخی سلطان، محک الفقر کلاں، مترجم سید امیر خان نیازی، العارفین پبلیکیشنز،لاھور، ، ص326
17. رومی، جلال الدین، کلیات مثنوی معنوی، نشر طلوع، تھران، ص 175
18. باہو، سخی سلطان، محک الفقر کلان، مترجم سید امیر خان نیازی، العارفین پبلیکیشنز،لاھور، 2016، ص212
19. رومی، جلال الدین، کلیات مثنوی معنوی، نشر طلوع، تھران، ص531
20. باہو، سخی سلطان، امیر الکونین، مترجم سید امیر خان نیازی، العارفین پبلیکیشنز،لاھور، ص258
21. ایضاً، ص384
22. رومی، جلال الدین، کلیات مثنوی معنوی، نشر طلوع، تھران ص374
23. قاضی، سجاد حسین (1976) ترجمہ مثنوی معنوی، نشر سب رنگ کتاب گھر دھلی م، ص531
24. باہو، سخی سلطان، امیر الکونین، مترجم سید امیر خان نیازی، العارفین پبلیکیشنز،لاھور، ص226